سید الشہداء

حضرت حمزہ

بن

عبد المطلب رضی اللہ عنہ

مؤلف: قاری محمد اصغر نورانی

شائع کردہ

مدرسہ جامعہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

انتساب!

میں اس کاوش کو اپنے والدین اور حضور قبلہ شرف ملت
علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمتہ اللہ علیہ
کے نام منسوب کرتا ہوں۔

محمد اصغر نورانی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مصنف

نماز کے بعد چند نمازی میرے پاس بیٹھ جاتے مختلف موضوعات پر باتیں ہوتیں ان نمازیوں میں حاجی محمد افضال بٹ مرحوم سیدنا حمزہ ؓ کی شہادت کا بیان سناتے تو اشکبار ہو جاتے۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔ بس یہاں سے ہی مجھے حضرت حمزہ ؓ سے عقیدت ہو گئی۔ میں حضرت حمزہ ؓ کی شخصیت کے متعلق پڑھنے لگا جہاں بھی ان کے بارے کچھ لکھا دیکھتا تو بڑی توجہ سے پڑھتا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت عطا فرمائی۔ میں ہر حاضری میں بڑے ذوق وشوق سے احد شریف میں حضرت حمزہ ؓ کے مزار شریف پر حاضری دیتا۔ ۱۹۹۳ء میں پہلی مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی بلاشبہ اُس سفر حج کے لیے میرے محسن وشفیق اور ہماری مسجد انتظامیہ کمیٹی کے موجودہ صدر الوارث ٹورازم حج وعمرہ سروسز کے ڈائریکٹر الحاج امتیاز احمد بھٹی نے کوشش فرمائی اور اُس کے بعد ہر عمرہ اور حج کے لیے مجھے اُن کی معاونت اور راہنمائی حاصل رہی ان کے علاوہ الحاج ریاض احمد بھٹی سینئر ڈپٹی سیکرٹری وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان اور حاجی رفیق احمد مرحوم، محترم الحاج عمر حیات صاحب جو مسجد انتظامیہ کمیٹی کے سینئر نائب صدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ ان حضرات نے ہر نیکی کے کاموں میں میرا ساتھ دیا مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ اللہ کریم ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

۱۹۹۳ء میں الحاج امتیاز احمد بھٹی صاحب اور سید محبوب الحسن گیلانی صاحب کے ساتھ شہدائے احد کے مزارات پر حاضریاں ہوتی رہیں وہاں مدینہ شریف میں قیام رکھنے والے چوہدری حامد صاحب، چوہدری عبدالرزاق صاحب، محترم الف خاں صاحب، محمد اقبال مغل مدنی، پیر عابد حسین صاحب سے حضرت حمزہ ؓ کی کرامات سنتا اہل مدینہ کی حضرت حمزہ ؓ سے عقیدت کے مناظر رمضان المبارک میں مزار سیدنا حمزہ ؓ پر دیکھے۔ بدھ کے دن افطاری کا منظر اہل مدینہ نے زمین پر دستر خوان سجا دیے کھانے مشروبات چن دیے گئے کیا کیا نعمتیں

تھیں بعد افطاری نماز مغرب کے بعد اہل عرب نے مزار شریف پر کھڑے ہو کر رقت انگیز عربی میں سلام پڑھا۔ آج بھی وہ منظر یاد کرتا ہوں تو رقت طاری ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ پھر رمضان میں آستانہ بھرچونڈی شریف سندھ کے حضرت صاحبزادہ میاں محمد شفقت صاحب کے ساتھ حاضری ہوئی وہاں معروف نعت خواں الحاج محمد اویس قادری اور ڈاکٹر نثار معرفانی بھی موجود تھے خوب نعت خوانی کے بعد افطاری کی۔ یہ تھا حضرت حمزہ ؓ سے عقیدت کا بیاں۔

پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ اپنے دوست واحباب کو بھی حضرت حمزہ ؓ کی شخصیت سے متعارف کراؤں۔ حافظ آباد کے نواحی گاؤں جو میرا آبائی گاؤں ہے وہاں حضرت حمزہ ؓ کے نام سے ۱۱ مرلے قطعہ اراضی پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ الحمد للہ ۲ سال کے قلیل وقت میں خوبصورت مسجد تیار ہو گئی۔

اپنی مسجد میں ہر اسلامی مہینے کی ۱۶ تاریخ کو بعد نماز عشاء حضرت حمزہ ؓ کا ماہانہ ختم شریف بڑے اہتمام سے ہوتا ہے۔ کثیر تعداد میں احباب درود ابراہیمی پڑھ کر آتے ہیں لاکھوں کی تعداد میں درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

یہاں پر ہی ایک مدرسہ حضرت حمزہ ؓ کے نام سے قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حمزہ ؓ کے طفیل یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رکھے۔ تمام دوست احباب کو اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

خصوصاً میرے محسن ومربی برادر اکبر حضرت علامہ حافظ قاری مفتی غلام حسن قادری دامت برکاتہم العالیہ خطیب مسجد فاطمۃ الزہرا جوہر ٹاؤن کے علم وعمل صحت میں برکتیں عطا فرمائے۔ اس کتاب کی تیاری مکمل طور پر حافظ محمد طاہر سعید نے کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور کتاب کے اخراجات محترم محمد مجاہد سعید نے ادا کیے۔ اللہ کریم سب کی محنت کو قبول فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد اصغر نورانی

پرنسپل جامعہ امیر حمزہ ؓ وخطیب جامع مسجد قبا باغوالی

محلہ چوہالہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

موبائل: 0322-4774588

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

نام: حمزہ

مقام پیدائش: مکہ مکرمہ

کنیت: ابو یعلی اور ابو عمارہ

لقب: اسد اللہ اور اسد رسولہ ﷺ، سید الشہداء

نسب: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی رضی اللہ عنہ

والدہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت وہب نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی چچازاد بہن تھیں۔

پیدائش: سن میں آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے دو سال بڑے تھے۔ ابن سعد کے بیان کے مطابق عمر میں چار سال بڑے تھے۔ اس لحاظ سے آپ اندازاً 567ء میں پیدا ہوئے (واللہ اعلم)

سرکارِ دو عالم ﷺ سے تعلق

-1 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔

-2 اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، یعنی ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔

مشاغل

شعروشاعری: شمشیر زنی، تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ نیز سیر و شکار سے بھی غیر معمولی دلچسپی تھی، چنانچہ زندگی کا بڑا حصہ انہی مشاغل میں بسر ہوا۔

حلیہ مبارک: نہایت خوبصورت حسین وجمیل بڑی خوبصورت پیشانی اوسط درجہ قد بدن چھریرا بازو گول کلائیاں چوڑی تمام اعضاء مناسب آواز گرجدار اور بارعب رنگ سرخ و

سفید اگرچہ آپ تومند نہیں تھے مگر شجاعت و بسالت اور عزم و استقلال کے پیکر مجسم تھے۔

قبول اسلام

ابن جوزی کے قول کے مطابق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۲ نبوی میں اسلام لائے اور یہی مشہور قول ہے۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کی طرف سے گزرے تو اتفاق سے ابوجہل بھی اسی طرف آنکلا۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر بے ادبی گستاخی کرنے لگا۔ مگر آپ ﷺ کوئی جواب دیئے بغیر تشریف لے گئے۔ عبداللہ بن جدعان کی باندی (اور خود حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا اے ابو عمارہ کاش تم اس وقت موجود ہوتے جب ابوجہل تمہارے بھتیجے کو نہایت سخت سست اور نازیبا کلمات کہہ رہا تھا۔

سنتے ہیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حمیت اور غیرت جوش میں آگئی۔ وہیں سے ابوجہل کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب شکار سے واپس آتے تو سب سے پہلے حرم میں حاضر ہوتے۔ اسی معمول کے مطابق حرم میں پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ ابوجہل قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا ہے۔ پہنچتے ہی اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔

اور کہا کہ تو محمد ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ میں خود ان کے دین پر ہوں۔ بعض حاضرین مجلس نے چاہا کہ ابوجہل کی حمایت میں کھڑے ہوں لیکن ابوجہل نے خود ہی سب کو روک دیا اور یہ کہا کہ آج میں نے ان کے بھتیجے کو بہت سخت سست کہا ہے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ بعض حاضرین مجلس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اے حمزہ رضی اللہ عنہ کیا تم صابی (بے دین) ہو گئے ہو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر رسول اللہ ﷺ کی حقانیت و صداقت خوب منکشف ہو گئی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں آپ ﷺ جو فرماتے ہیں وہ سراسر حق ہے میں کبھی اس سے باز نہ آؤں گا۔ تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر گھر واپس آئے۔

شیطان نے وسوسہ ڈالا اے حمزہ رضی اللہ عنہ تم تو قریش کے سردار ہو تم نے اس صابی کا کیسے اتباع کیا اور اپنے آباؤ اجداد کا دین کیوں چھوڑا۔ اس سے مرجانا بہتر ہے جس سے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کچھ تردد اور اشتباہ میں پڑے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

اللّٰھم ان کان رشد فاجعل تصدیقه فی قلبی والا فاجعل لی
مما رقعت فیه مخرجا

ترجمہ: اے اللہ اگر یہ دین ہدایت ہے تو میرے دل میں اس کی تصدیق ڈال دے ورنہ مجھے اس سے نکال لے جس میں میں واقع ہو چکا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ تمام شب اسی بے چینی اور اضطراب میں گزری۔ ایک لحہ کے لیے بھی آنکھ نہ لگی جب کسی طرح یہ اضطراب اور بے چینی رفع نہ ہوئی تو حرم میں حاضر ہوا اور نہایت تضرع اور زاری سے دعا مانگی۔ اے اللہ میرا سینہ حق کے لیے کھول دے اور اس شک اور تردد کو دور فرما دے۔

دعا ابھی ختم نہ کرنے پایا تھا کہ یک لخت تمام خیالات باطلہ میرے قلب سے صاف ہو گئے اور دل ایمان اور ایقان سے لبریز ہو گیا۔

صبح ہوتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری استقامت اور اسلام پر قائم و ثابت رہنے کی دعا فرمائی۔
(روض الانف)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں

جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو کہا

اشهد انک لصادق شهادة المصدق والعارف (حاکم)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تصدیق کرنے والے اور پہچاننے والے کی سی گواہی دیتا ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے خوشی میں یہ اشعار پڑھے۔

حمدت اللّٰه حین هدی فؤادی　　الی الاسلام والدین الحنیف

میں نے اللہ کی تعریف کی جب اس نے میرے دل کو ہدایت دی۔ اسلام اور دین ابراہیمی علیہ السلام کی طرف۔

لدین جاء من رب عزیز　　خبیر بالعباد بهم لطیف

جو دین اس غالب رب کی طرف سے آیا ہے وہ بندوں سے باخبر ہے اور ان پر مہربان ہے۔

اذا تلیت رسائله علینا　　تحدر مع ذی اللب الحصیف

جب اس دین کے پیغامات ہمارے اوپر پڑھے جاتے ہیں تو کامل عقل والوں کے آنسو بہہ نکلتے ہیں۔

رسائل جاء احمد من هداها　　بآیات مبینة الحروف

وہ پیغامات جن کو جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ہدایت کے لیے لے کر تشریف لائے جو کہ صاف صاف اور واضح آیات ہیں۔

واحمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فینا مطاع　　فلا تغشوه بالقول العنیف

اور احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اطاعت کیے گئے ہیں۔ لہٰذا جو حق وہ لے کر آئے اس کو بے ہودہ باتوں سے نہ چھپاؤ۔

فلا واللّٰه نسلمه لقوم　　ولما نقض فیهم بالسیوف

قسم بخدا ہم ان کو کسی قوم کے حوالے نہیں کریں گے جب تک کہ ہم تلواروں کے ساتھ فیصلہ نہ کرلیں۔　(زرقانی روض الانف)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قریش یہ سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا و تکلیف دینا کوئی آسان کام نہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جرأت کی ایک جھلک

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب دارارقم میں تشریف فرما تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے دروازہ بند تھا۔ دستک دی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ یہ معلوم کر کے کہ عمر رضی اللہ عنہ اندر آنا چاہتا ہے کوئی شخص دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کرتا تھا تو اس وقت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دروازہ کھول دو اور عمر کو آنے دو۔

اگر اللہ تعالیٰ نے عمر ؓ کے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اللہ اس کو ہدایت دے گا اور اسلام لے آئے گا اور اللہ کے رسول ﷺ کا اتباع کرے گا۔ ورنہ تم اللہ کے حکم سے اس کے شر سے محفوظ و مامون رہو گے اور بحمدللہ عمر کا قتل کر دینا ہم پر کچھ دشوار نہیں ایک اور روایت میں ہے۔

سیدنا حمزہ ؓ نے فرمایا کہ اگر عمر ؓ خیر کے ارادہ سے آ رہا ہے تو ہم بھی اس کے ساتھ خیر کا معاملہ کریں گے۔

اور اگر شر کے ارادہ سے آ رہا ہے تو اسی تلوار سے اسے قتل کریں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام، عیون الاثر)

حضرت حمزہ ؓ اور حضرت عمر ؓ کے اسلام لانے سے کفار کا زور ٹوٹا اور ہمتیں پست ہوئیں۔

حضرت عمر ؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا موت و زیست ہر حالت میں ہم حق پر نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ہم حق پر ہیں۔ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

تم یقیناً مرنے جینے کی ہر حالت میں حق پر ہو۔ میں نے عرض کیا پھر ہمیں چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی حق بنا کر بھیجا ہے۔ اب باہر نکلئے۔ پس ہم سب کو مکان سے باہر کر کے دو صفوں میں تقسیم کیا۔ ایک صف میں حضرت حمزہ ؓ چلے، دوسری میں میں چلا، حتیٰ کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے۔ قریش نے جب مجھے اور حضرت حمزہ ؓ کو دیکھا تو انہیں ایسا شدید صدمہ ہوا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ پس اس وقت آنحضرت ﷺ نے مجھے الفاروق یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والے کا لقب عطا فرمایا۔
(محمد رسول اللہ ﷺ)

مواخات (یعنی بھائی بندی)

حضرت حمزہ ؓ مکہ مکرمہ کی مواخات حضرت زید بن حارثہ ؓ جو نبی کریم ﷺ کے محبوب غلام تھے کے ساتھ قرار پائی۔ حضرت حمزہ ؓ کو حضرت زید ؓ سے اس قدر

محبت ہو گئی تھی کہ جب غزوات میں تشریف لے جاتے تو ان کو ہر قسم کی وصیت کر جاتے تھے۔
(طبقات ابن سعد)

ہجرت

بعثت کے تیرہویں سال تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ جہاں حضرت سعد بن خثیمہ ؓ کے پاس اترے۔ حضرت حمزہ ؓ کو مدینہ پاک میں زور بازو اور خداداد شجاعت کے جوہر دکھانے کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آیا۔

حضرت حمزہ ؓ کے فضائل

حاکم نے مستدرک میں لکھا اور اس کو حضرت جابر ؓ کی حدیث سے صحیح قرار دیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سید الشهداء عند الله. حمزہ ؓ بن عبدالمطلب اللہ کے نزدیک تمام شہداء کے سردار (سید الشہداء) حضرت حمزہ ؓ بن عبدالمطلب ہیں۔

(المستدرک صفحہ ۱۹۹ جلد ۳ وھو طرف حدیث طویل عن جابر، در السحابہ فی مناقب القرابہ و الصحابہ از محمد بن علی شوکانی)

سوال: جب حدیث شریف میں حضرت حمزہ ؓ کو سید الشہداء فرمایا گیا ہے تو پھر امام حسین ؓ کو سید الشہداء کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ دوسری حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ چنانچہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس ؓ والی حدیث میں یہ الفاظ روایت فرمائے ہیں۔

سيد الشهداء يوم القيمة حمزه بن عبدالمطلب و رجل قام الى امام جائر فامره و نهاه فقتله.

قیامت کے دن تمام شہداء کے سردار حمزہ ؓ ہوں گے اور وہ بندہ جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس کے ظلم کی مخالفت کی جس کی پاداش میں اس کو (ظلماً) قتل کر دیا گیا۔ (المستدرک صفحہ ۱۹۲ جلد ۳)

اور اس میں کیا شک ہے کہ یزید سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے جس کے دور حکومت میں امام عزیمت امام حسین ؓ نے کلمہ حق بلند فرمایا۔ اور ظلماً شہید کیے گئے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے

ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: والذی نفسی بیدہ انه لمکتوب عندالله فی السماء السابعة حمزة (بن عبدالمطلب) اسد الله و اسد رسوله.

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ کے ہاں ساتویں آسمان پہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو خدا اور رسول خدا ﷺ کا شیر لکھا گیا ہے۔ (المستدرک للحاکم ورواہ الطبرانی فی الکبیر صفحہ ۱۶۳ جلد ۳ حدیث نمبر ۲۹۵۱)

عمیر بن اسحاق فرماتے ہیں کہ کان حمزة رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب یقاتل بین یدی رسول الله ﷺ بسیفین و یقول انا اسدالله و اسد رسوله.

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب حضور ﷺ کے سامنے دو تلواروں کے ساتھ قتال فرماتے اور اپنے تعارف میں یہ الفاظ ارشاد فرماتے۔ ''میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا شیر ہوں''۔

(المستدرک صفحہ ۱۹۴ جلد ۳ وھو من حدیث سعد بن ابی وقاص وبعضہ وسندہ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر ص ۱۶۳ جلد ۳ حدیث نمبر ۲۹۵۲ وابن سعد صفحہ ۱۲ جلد ۳) (کواکب سبعہ از مفتی غلام حسن قادری)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جبریل علیہ السلام کو دیکھنا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حضرت جرائیل علیہ السلام کو ان کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا چچا آپ رضی اللہ عنہ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔

عرض کیا، درست ہے مگر مجھے دکھایئے ضرور، حضور ﷺ نے فرمایا۔ بیٹھ جایئے لہٰذا وہ بیٹھ گئے۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا چچا جان اپنی نگاہیں اٹھائیں تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ جبریل علیہ السلام کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ (خصائص الکبریٰ، بحوالہ ابن سعد و بیہقی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے جن غزوات وسرایا میں حصہ لیا اب ان کا تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ

چنانچہ رمضان المبارک ۱ھ میں آنحضرت ﷺ نے پہلا علم ان کو عنایت فرمایا اور تیس صحابہ کرام کے ساتھ قریش کی اس جماعت کے مقابلہ پر بھیجا جو ابوجہل کی قیادت میں تین سو کفار پر مشتمل شام سے آ رہی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سیف البحر کے قریب پہنچے تو کفار سے آمنا سامنا ہو گیا۔ طرفین نے جنگ کے لیے صف بندی کی لیکن ایک شخص مجدی بن عمر الجہنی نے فریقین کو سمجھا بجھا کر لڑائی سے روک دیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بغیر کشت وخون مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ (طبقات ابن سعد سیرت ابن ہشام وغیرہ)

غزوہ ابوا

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اور غزوہ تبوک آخری غزوہ ہے ماہ صفر ۲ھ میں ساٹھ مہاجرین اپنے ہمراہ لے کر کے قافلہ قریش اور بنو ضمرہ پر حملہ کرنے کے لیے ابوا کی طرف روانہ ہوئے۔ اس غزوہ میں جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ ﷺ ابوا پہنچے تو قریش کا قافلہ نکل چکا تھا اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

اس میں فائدہ یہ ہوا کہ بنوضمرہ سے ایک معاہدہ طے پایا اس کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد سیرت ابن ہشام)

(۳) غزوہ ذوالعشیرہ

اسی طرح جمادی الاخری ۲ھ جب آنحضرت ﷺ دوصد مہاجرین کو لے کر قریش کی ایک جماعت کی مزاحمت کے لیے نکلے تو علمبرداری کا طرہ افتخار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دستار فضل کمال پر آویزاں تھا لیکن اس دفعہ بھی کوئی جنگ نہ ہوئی۔ (زرقانی، محمد رسول اللہ ﷺ)

غزوہ بدر رمضان المبارک ۲ھ

اسی سال وسط رمضان میں بدر کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا۔ صف آرائی کے بعد کفار کی طرف سے عتبہ شیبہ اور ولید میدان میں نکلے اور ان کے مقابلے پر مسلمانوں کی طرف سے چند انصاری نوجوان آگے بڑھے لیکن عتبہ نے پکار کر کہا محمد ﷺ یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ ہمارے مقابل والوں کو بھیجو۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ

اور حضرت عبیدہ ؓ کا نام لیا۔ حکم کی دیر تھی یہ تینوں نیزے ہلاتے ہوئے نبرد آزمائی کے لیے اپنے حریفوں کے مقابل جا کھڑے ہوئے۔ یہ تینوں حضرات خود پہنے ہوئے تھے۔ اس لیے عتبہ نے ان حضرات کو نہ پہچانا اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ جب ان تینوں نے اپنے اپنے نام ونسب بتائے تو عتبہ نے کہا کہ ہاں اب ہمارا جوڑ ہے۔ جب ان لوگوں میں جنگ شروع ہوئی تو اسلام کے ان عظیم مجاہدوں نے اپنی ایمانی شجاعت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ بدر کی زمین دہل گئی اور کفار کے دل تھرا گئے۔ دونوں انتہائی بہادری کے ساتھ لڑتے رہے مگر آخرکار حضرت حمزہ ؓ نے اپنی تلوار کے وار سے مار مار کر عتبہ کو ڈھیر کر دیا۔

حضرت علی ؓ نے ولید کو قتل کیا۔ حضرت عبیدہ ؓ کو شیبہ نے شدید زخمی کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی ؓ آگے بڑھے اور شیبہ کو قتل کر دیا۔ (ابوداؤد...... زرقانی المواہب)

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ حضرت حمزہ ؓ اور حضرت علی ؓ نے عتبہ کو قتل کیا۔

بدر میں کافروں کا پہلا مقتول جسے حضرت حمزہ ؓ نے قتل کیا

اسود مخزومی بہت فتنہ پرور و بدکردار شخص تھا۔ اس نے عہد کیا تھا کہ میں ضرور رسول اللہ ﷺ کے حوض سے جا کر پانی پیئوں گا۔

یا اس کو مسمار کروں گا یا خود وہیں ہلاک ہوں گا۔ پھر اس ارادے سے اپنے لشکر سے چلا۔ حضرت حمزہ ؓ اس کے مقابلہ کو تشریف لائے۔ یہ حوض کے قریب پہنچ گیا تھا۔ حضرت حمزہ ؓ نے اس کو ایسی تلوار ماری کہ اس کی آدھی پنڈلی مع پیر کے اڑ گئی اور یہ پشت کے بل گر پڑا مگر پھر اسی حالت میں بھی حوض کی طرف بڑھا تاکہ اس میں سے پانی پی کر اپنی قسم پوری کر سکے۔ حضرت حمزہ ؓ نے دوسری ایسی ضرب لگائی کہ وہ ٹکڑے ہو کر حوض میں جا پڑا (بدر میں یہ پہلا مقتول تھا) (سیرت ابن ہشام)

کفار کا اعتراف

حضرت حمزہ ؓ نے اپنی دستار پر شتر مرغ کی کلغی لگا رکھی تھی اس لیے جس طرف گھس جاتے تھے صاف نظر آتے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں تلوار تھی اور مردانہ وار دو دستی حملوں سے پرے کا پرا صاف کر رہے تھے۔ غرض جب تھوڑی دیر میں غنیم بہت سے قیدی اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا تو بعض قیدیوں نے پوچھا کہ یہ کلغی لگائے کون ہے۔ لوگوں نے

کہا یہ حمزہ ؓ ہیں تو وہ بولا آج ہمیں سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا۔
(طبقات ابن سعد)

ابو قیس بن الفاکہ کا قتل

یہ بھی آنحضرت ﷺ کو شدید ایذا پہنچاتا تھا۔ ابوجہل کا خاص معین اور مددگار تھا۔ ابو قیس جنگ بدر میں حضرت حمزہ ؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

غزوہ بنی قینقاع شوال ۲ ھ

ادھر آنحضرت ﷺ غزوہ بدر میں مصروف پیکار تھے۔ ادھر مدینہ کے یہودیوں نے حضور ﷺ کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ کے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع کی دست درازیوں کا حال معلوم ہوا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وسط شوال ۲ ھ میں بنو قینقاع کا محاصرہ فرمالیا۔ محاصرہ پندرہ دن تک جاری رہا بالآخر محاصرہ کی شدت سے مرعوب ہو کر ان یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنی عہد شکنی کے باعث جلا وطن کر دیے گئے۔ اس فوج کشی میں بھی علمبرداری کا منصب سیدنا حمزہ ؓ کو عطا ہوا۔ (طبقات ابن سعد)

غزوہ احد ۳ ھ

بدر کی شکست نے قریش مکہ کی آتش انتقام کو اور بھڑکا دیا تھا چنانچہ شوال ۳ ھ میں غیض وغضب کا بادل بن کر مدینہ کی طرف بڑھے۔

سرکار ﷺ کا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مشورہ

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ فرمایا کہ لڑائی مدینہ میں رہ کر لڑی جائے یا مدینہ سے باہر جا کر۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں رہ کر لڑائی کی جائے مگر بعض اکابر اور نوجوانوں نے اس پر اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ ہم تو اس دن کے متمنی اور مشتاق ہی تھے اور خدا سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ خدا وہ دن لے آیا اور مسافت بھی قریب مگر حضرت حمزہ ؓ، حضرت سعد بن عبادہ ؓ، حضرت نعمان ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم نے مدینہ میں رہ کر ان

کی مدافعت کی تو ہمارے دشمن ہم کو خدا کی راہ میں بزدل خیال کریں گے۔

سیدنا حمزہ ؓ کا جذبہ

حضرت سیدنا حمزہ ؓ نے عرض کیا۔

والذی انزل علیک الکتاب لا اطعم الیوم طعا ما حتی اجالدھم بسیفی خار المدینہ (زرقانی۔البدایہ والنہایہ)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر نکل کر دشمنوں کا اپنی تلوار سے مقابلہ نہ کرلوں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی یعنی نوجوانوں کا اصرار تو پہلے ہی سے ہے کہ مدینہ سے باہر جا کر حملہ کیا جائے لیکن مہاجرین وانصار میں سے بھی بعض اکابر صحابہ جیسے سیدنا حمزہ ؓ اور سعد بن عبادہ ؓ شوق شہادت میں بے چین ہیں اور ان کی بھی یہی رائے ہے تو آپ ﷺ نے بھی یہی عزم فرمالیا۔

لشکر قریش کا حال

لشکر قریش کی تعداد 3 ہزار تھی۔ 7 سو زرہ پوش 2 سو گھوڑے 3 ہزار اونٹ 15 اشراف مکہ کی عورتیں بھی ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ کر مردوں کو جوش دلاتیں (طبری)

لشکر اسلام کا حال

آپ ﷺ کے ساتھ 1000 کی جمعیت تھی۔ عبداللہ بن ابی راس المنافقین 3 سو آدمیوں کو لے کر احد کے قریب ہی علیحدہ ہو گیا۔ اب لشکر اسلام میں 700 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم رہ گئے جن میں 100 زرہ پوش سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک آپ ﷺ کا۔ ایک ابو بردۃ بن نیار حارثی ؓ کا۔ (طبری زرقانی)

جنگ بدر میں جن کے باپ بھائی شوہر قتل ہوئے تھے۔ ان عورتوں نے قسم کھائی تھی کہ ہم اپنے رشتہ داروں کے قاتلوں کا خون پی کر ہی دم لیں گی۔ جناب سیدنا حمزہ ؓ نے ہندہ کے باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کے چچا کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ اسی بنا پر ہندہ نے وحشی کو جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ حضرت حمزہ ؓ کے قتل پر آمادہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر اس نے

حضرت حمزہ ؓ کو قتل کر دیا تو اس بدلے اسے آزاد کر دیا جائے گا۔

وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا اس کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔ (ابن ہشام)

ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آئی یا وحشی اس کے پاس آتا ہے تو یہ اس سے کہتی ہے کہ اے ابو دسمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجیو جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے (ابن کثیر سیرت ابن ہشام)

آغاز جنگ

پہلا مبارز ابو عامر زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا۔ اس نے کہا کہ جب قبیلہ اوس کے لوگ مجھے دیکھیں گے تو میرے ساتھ ہو جائیں گے۔ چنانچہ سب سے پہلے میدان میں نکل کر کہا اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔ قبیلہ اوس نے کہا اے خدا کے فاسق اور نافرمان خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔ ابو عامر یہ جواب سن کر شرمندہ ہو کر واپس آ گیا۔ (زرقانی)

دوسرا مبارز۔ طلحہ بن ابی طلحہ آیا حضرت علی ؓ نے تلوار چلائی اس کا پیر کٹ گیا۔ منہ کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ (طبری)

حضرت حمزہ ؓ کی تلوار کی کاٹ

تیسرا مبارز کہ عثمان بن ابی طلحہ آیا۔

سیدنا حمزہ ؓ نے بڑھ کر حملہ کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف کر دیئے اور علم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹھنڈا ہو گیا۔ (یعنی مر گیا) (زرقانی)

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت حمزہ ؓ کی تلوار اس کے ہاتھ شانے کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پھیپھڑا نظر آنے لگا۔

اور جناب حمزہ ؓ یہ کہتے ہوئے واپس آئے کہ میں تو ساقی الحجیج (وہ شخص جس کے زخم کی گہرائی ناپی جائے) کا بیٹا ہوں۔ الغرض گیارہویں نمبر پر صواب نکلا۔

حضرت سعد ابی وقاص یا حضرت علی یا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں سے کسی نے قتل

کر دیا۔(طبقات ابن سعد زرقانی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی ایک اور جھلک

جب احد پر فریقین کی صفیں قتال کے لیے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزی ھل من مبارز ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا پکارتا ہوا میدان میں آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے سباع اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی عورت کے بچے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا۔ ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

جب آپ رضی اللہ عنہ نے سباع کو قتل کیا تو وحشی ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا کیونکہ اس کا مشن صرف سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قتل تھا وحشی خود کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادہ سے آیا تھا۔ قتل وقتال میرا مقصد نہ تھا۔(سیرت مصطفیٰ بحوالہ مسند ابی داؤد طیالسی)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے لشکر سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا۔ اس لیے کہ میرا کوئی مقصد نہ تھا صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔(ابن ہشام)

اس اعتراف سے ثابت ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع بن عبدالعزی کو قتل کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

وحشی ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ قریب آئے تو وحشی نے اپنا حربہ پھینکا وہ حربہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایسا لگا کہ جسم مبارک کو چیرتا ہوا دوسری طرف سے اس کا سرا ظاہر ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چند قدم چلے مگر لڑ کھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔(مدارج النبوت سیرت المصطفیٰ)

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ وحشی کی زبان سے

وحشی کہتے ہیں میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ اس کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں

قتل ہو گیا تھا۔ میں اس کا بدلہ لینے کے لیے احد کی جانب روانہ ہوا میں حبشی طرز سے نیزہ پھینکتا تھا اس کا نشانہ کم ہی خطا ہوتا تھا۔ جب جنگ کا آغاز ہوا تو میں حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں تھا۔ یہاں تک میں نے ان کو لوگوں میں چلتا دیکھ لیا وہ دراز قد خاکستری اونٹ پر سوار تھے ایسا تھا تلوار مارتا جاتا تھا۔ کوئی ان کے سامنے نہ نکلتا واللہ میں ان کو نیزہ مارنے کے لیے تیار ہوا درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ گیا کہ وہ میرے قریب آ جائیں اچانک سباع بن عبدالعزی اس کے سامنے آیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر کہا ختنے کرنے والی کے بیٹے یہ کہہ کر تلوار ماری وہ خاک پر ڈھیر ہو گیا۔ پھر میں نے اپنے نیزے کو جنبش دی اور ان پر نشانہ باندھا اور ان پر نیزہ پھینک دیا۔ وہ ان کی ناف پر لگا اور پار ہو گیا۔ وہ میری طرف آنے لگے مگر لڑ کھڑا کر گر پڑے۔ جب ان کی روح پرواز کر گئی تو میں نے ان کے جسم سے اپنا حربہ نکالا اور خیمہ میں آ کر آرام سے بیٹھ گیا کہ اس کے علاوہ میرا کوئی کام نہ تھا۔ میں نے آزادی کی خاطر ان کو قتل کیا۔
(ابن کثیر)

مدارج النبوت میں ہے وحشی کہتے ہیں کہ پھر میں نے ان کا پیٹ چاک کر کے جگر نکالا اور ہندہ کو جا کر دیا اور کہا یہ تمہارے باپ کے قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر ہے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش سے ظالمانہ سلوک

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ دوسری عورتوں کو لے کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی لاشوں کے پاس آئی اور ان کے ناک کان کاٹنے شروع کر دیے۔ یہاں تک ہندہ نے ان کے ہار بنا کر گلے میں ڈالے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر مبارک کو نکال کر منہ میں لے کر چبایا مگر اس کو نگل نہ سکی تب اس کو اگل دیا۔(ابن ہشام)

ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان ناک آلہ تناسل کاٹ لیے اور اپنے ساتھ مکہ میں لے گئی۔(زرقانی)(مدارج النبوت)

وحشی کو انعام

وحشی کہتے ہیں ہندہ نے اپنا لباس چادر اور تمام زیورات مجھے دے دیے اور وعدہ کیا کہ جب مکہ جاؤں گی تو دس سرخ دینار تجھے مزید دوں گی۔(ابن ہشام)(مدارج النبوت)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش

جب کافر میدان سے چلے گئے تو مسلمان میدان میں آئے اور اپنے شہداء کی لاشوں کو دیکھنے لگے۔ مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آئے ان کو اس حالت میں دیکھا تو رونے لگے اور روتے روتے سرکار ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور ساری صورت بتائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے۔

حضور ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر

رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلے۔ بطن وادی میں مثلہ کیے ہوئے پائے گئے۔ ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔ پیٹ مبارک اور سینہ چاک ہوا ہے۔ اس جگر خراش اور دل آزار منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو جہاں تک مجھے معلوم ہے البتہ تم بڑے ہی مخیر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے انتقال کا سا رنج مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا جہاں اس سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب ہوا ہو۔ اگر صفیہ کے حزن اور ملال و رنج اور غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درندہ اور پرندے تم کو کھاتے اور پھر قیامت کے دن تم ان کے شکم سے اٹھتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تو تیرے بدلے 70 کافروں کا مثلہ کروں گا۔ آپ ﷺ اس جگہ سے ابھی ہٹے نہ تھے کہ یہ آیت شریف نازل ہوگئی جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ:۔ اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے۔ صبر کرنے والوں کے لیے اور آپ ﷺ صبر کیجئے اور آپ ﷺ کا صبر کرنا محض اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور نہ آپ ﷺ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگ دل ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ (القرآن)

آپ ﷺ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اور اپنا ارادہ فسخ کیا۔ (مستدرک۔ عیون الاثر۔ مدارج النبوت۔ سیرت ابن ہشام)

آپ ﷺ کی ہچکی بندھ گئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو رو پڑے اور ہچکی بندھ گئی اور یہ فرمایا

سید الشهداء عند الله يوم القيامة حمزه

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے۔ (مستدرک)

معجم طبرانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

سید الشهداء حمزة بن عبد المطلب

حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حوصلہ

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میری پھوپھی اپنے بھائی کی لاش نہ دیکھنے پائے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے اپنے بھائی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے لیکن میں اسے اللہ کی راہ میں کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر حضور ﷺ کی اجازت سے لاش کے پاس گئیں اور یہ منظر دیکھا کہ پیارے بھائی کے کان ناک آنکھ سب کٹے پڑے شکم چاک جگر چبایا پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر اس شیر دل خاتون نے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا کچھ نہ کہا۔ پھر ان کی مغفرت کی دعا مانگتی ہوئی چلی آئیں۔ (طبرانی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے زبیر رضی اللہ عنہ کو کفن کے لیے دو چادریں دے گئیں کہ ان سے کفن کا کام لیا جائے لیکن پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے گور و کفن پڑی تھی اس لیے انہوں نے دونوں شہیدان ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کردی۔ اس غزوہ میں 70 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شہید ہوئے جن میں اکثر انصار تھے۔ بے سروسامانی کا عالم یہ

تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔

چنانچہ مصعب بن عمیر ؓ اور سیدنا حمزہ ؓ کا کفن بھی کچھ اس طرح کا تھا اور کپڑا اتنا چھوٹا تھا کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا (اور بعض کے لیے یہ بھی میسر نہ آیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دو۔ (سیر الصحابہ، سیرۃ المصطفیٰ)

نماز جنازہ اور دفن

شہداء کی نماز جنازہ نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی۔ سب سے پہلے حضرت حمزہ ؓ پر نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے شہداء احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ ﷺ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی۔ اس طرح حضرت حمزہ ؓ پر تقریباً 70 نمازیں پڑھی گئیں۔

یاد رہے کہ شہداء احد کے جسموں کو حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق بغیر غسل کے کفنایا دفنایا گیا۔ اسی طرح سیدنا حمزہ ؓ کو میدان احد میں ہی دفن کر دیا گیا۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت حمزہ ؓ کی بیٹی کا حال

منقول ہے کہ جب مصیبت زدہ لوگ آنحضرت ﷺ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے تو فاطمہ ؓ جو حضرت حمزہ ؓ کی بیٹی تھیں راستے میں آئی تھیں اس نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا لشکر جوق در جوق آ رہا ہے اس نے ہر چند تلاش کیا لیکن اپنے باپ جناب حمزہ ؓ کو لشکر میں نہ دیکھا۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے پوچھا میرے والد کہاں ہیں۔ لشکر میں نظر نہیں آئے۔

حضرت صدیق اکبر ؓ کا دل جل اٹھا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ آ رہے ہیں جب حضور ﷺ پہنچے تو والد پھر بھی نظر نہ آئے وہ آگے بڑھیں اور خواجہ کائنات ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد کہاں ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ میں ہوں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس

بات سے بوئے خون آتی ہے اور یہ کہتے ہی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور حضور ﷺ کی آنکھوں میں بھی اسے دیکھ کر آنسو ٹپک پڑے۔ اس کے بعد فاطمہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میری بیٹی اگر میں اس کا حال بیان کر دوں تو تمہارے دل کو اس کے برداشت کی طاقت نہیں ہوگی۔

(مدارج النبوت)

حضور ﷺ کا حزن وملال

آنحضرت ﷺ کو اس سانحہ پر شدید دکھ پہنچا۔ چنانچہ آپ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی اشہل کی عورتوں کو اپنے اپنے اعزہ واقارب پر روتے سنا تو فرمایا افسوس حمزہ ؓ پر رونے والیاں بھی نہیں۔ انصار نے یہ سن کر اپنی عورتوں کو آستانہ نبوت پر بھیج دیا جنہوں نے نہایت رقت آمیز طریقہ سے سید الشہداء ؓ پر گریہ زاری شروع کی۔ اس حالت میں آنحضرت ﷺ کی آنکھ مبارک لگ گئی۔ کچھ دیر کے بعد بیدار ہوئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں ابھی تک رو رہی ہیں۔

فرمایا کیا خوب یہ سب ابھی تک یہیں بیٹھی رو رہی ہیں۔ انہیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔ جب تک حمزہ ؓ پر آنسو نہ بہالیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ منورہ کی عورتوں کا یہی دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت حمزہ ؓ پر دو آنسو بہا لیتی تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

آنحضرت ﷺ کی قاتل حمزہ ؓ سے بیزاری

وحشی کہتے ہیں جنگ سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہا۔ جب اس سر زمین پر اسلام پھیل گیا تو میں طائف چلا گیا۔ اہل طائف نے مجھے قاصد بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا اور مجھے یہ بتایا کہ آپ ﷺ قاصدوں کو تکلیف نہیں پہنچایا کرتے پس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کیا تم وحشی ہو۔

میں نے جواب دیا:

ہاں!

آپ ﷺ نے فرمایا
کیا حمزہ ؓ کو تو نے شہید کیا تھا؟
میں نے جواب دیا۔
یہ ایسی بات ہے جو پوری طرح آپ کے علم میں ہے۔
فرمایا کیا تم اپنا منہ مجھ سے چھپا سکتے ہو۔
وحشی کہتے ہیں۔
پھر میں باہر نکل آیا۔
(پھر تمام عمر آپ ﷺ کے سامنے نہ جا سکے)

جب پھر رسول خدا ﷺ کا وصال ہوا اور مسیلمہ کذاب نبوت کا دعویٰ کرتا ہوا نکلا تو میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی مسلمانوں کے ساتھ اس سے لڑنے کے لیے نکلوں گا۔ شاید اسے قتل کر سکوں اور یہ حضرت حمزہ ؓ کے قتل کا کفارہ ہو جائے۔ پس میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا اور ہوتا رہا جو کچھ ہوا ان کا بیان ہے کہ ایک آدمی دیوار کی آڑ میں کھڑا تھا جس کا رنگ اونٹ کی مانند تھا اور اس نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ میں نے جانتے ہوئے کہا مسیلمہ یہی ہے۔ اپنا وہی نیزہ سنبھالا اور پھینک کر اس کی چھاتی کے بیچ مارا تو وہ اس کے کندھوں سے پار نکل گیا۔ اتنے میں کچھ انصاری بھی اس پر ٹوٹ پڑے۔ پس میں نے کھوپڑی پر تلوار سے ضرب لگائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک لونڈی نے مکان کی چھت پر کھڑی ہو کر کہا اے امیر المومنین مبارک ہو مسیلمہ کو ایک کالے غلام نے قتل کر دیا۔
(بخاری کتاب المغازی)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا تھا اس سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ حضرت وحشی اکثر کہا کرتے تھے میں نے جاہلیت میں خیر الناس کو قتل کیا اور اسلام میں شر الناس کو۔

وحشی کی چند اور باتیں

وحشی کہتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا۔ مکہ فتح ہوا تو طائف بھاگ گیا۔ جب آنحضرت ﷺ نے طائف بھی فتح کر لیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے تو میں

پریشان ہوا کہ اب کیا کروں، کبھی خیال کرتا ملک شام بھاگ جاؤں کبھی یمن کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا۔ آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے رسول کریم ﷺ اس سے کچھ نہیں فرماتے۔

میں اس شخص سے یہ سن کر حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ شریف حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے پس پشت کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا تو وحشی ہے، عرض کیا جی ہاں۔

فرمایا بیٹھ جاؤ تو نے حضرت حمزہ ؓ کو کیونکر قتل کیا۔ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا جو ہوا تھا۔

پھر جب میں بیان کر چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر خرابی ہو اپنا چہرہ میرے سامنے سے ہٹا لے میں تیرا چہرہ پھر نہیں دیکھوں گا۔ پس جب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تا کہ حضور ﷺ مجھے نہ دیکھیں۔ یہاں تک رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔ (ابن ہشام)

حضرت عمر ؓ کا فرمان

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا اور حضرت عمر ﷺ نے فرمایا کہ قاتل حمزہ ؓ پر یہ خدا کی طرف سے عذاب ہے وہ نہیں چاہتا یہ چین سے بیٹھے۔
(ابن ہشام)

ایک وضاحت

یاد رہے کہ حضرت حمزہ ؓ کے قاتل نے بھی بعد میں اسلام قبول کر لیا اور حضرت حمزہ ؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ بنت عتبہ اور ان کے شوہر ابوسفیان بھی مسلمان ہو گئے۔
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت حمزہ ؓ کے اخلاق

حضرت حمزہ ؓ کے اخلاق سپاہیانہ خصائل نہایت نمایاں ہیں۔ شجاعت، جان

بازی اور بہادری آپ ؓ کے مخصوص اوصاف تھے۔ مزاج قدرتاً تیز تند تھا۔

آپ ؓ کے محاسن و تعریف میں آنحضرت ﷺ کے یہ ارشادات ہی کافی ہیں جو حضور ﷺ نے آپ ؓ کی لاش کو مخاطب کر کے فرمائے تھے کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلہ رحم کرنے والا خیرات دینے والا کوئی اور ہو۔

(سیرت الصحابہ بحوالہ طبقات ابن سعد)

ازواج واولاد

حضرت حمزہ ؓ نے متعدد شادیاں کیں اور ہر ایک کے بطن سے اولاد ہوئی۔

۱۔ ایک بیوی کا نام بنت الملہ بن مالک بن عبار تھا جو قبیلہ اوس سے تھیں۔ ان کے بطن سے یعلیٰ اور عامر دو صاحبزادے تھے۔ یعلیٰ کی وجہ سے آپ ؓ کی کنیت ابو یعلیٰ تھی۔ عامر لاولد فوت ہو گئے۔ یعلیٰ سے چند اولادیں ہوئی جو بچپن میں ہی انتقال کر گئیں۔

۲۔ دوسری بیوی کا نام خولہ بنت قیس تھا جن کے بطن سے عمارہ پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے سیدنا امیر حمزہ ؓ کی کنیت ابو عمارہ تھی۔

۳۔ تیسری بیوی کا نام سلمیٰ بنت عمیس تھا جن کے بطن سے امامہ بنت حمزہ ؓ پیدا ہوئیں۔ یہ وہی امامہ ہیں جن کی پرورش کے بارے میں حضرت علی ؓ، حضرت جعفر ؓ اور حضرت زید بن حارثہ ؓ نے جھگڑا کیا تھا۔ ان میں ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا فیصلہ حضرت جعفر ؓ کے حق میں کیا۔ کیونکہ امامہ کی خالہ حضرت اسماء بنت عمیس حضرت جعفر ؓ کے نکاح میں تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

آنحضرت ﷺ شہداء احد کی قبور پر

حضور ﷺ شہداء احد کی قبروں کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کا بھی یہی عمل رہا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ یا اللہ تیرا رسول ﷺ گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر

زیارت کے لئے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا تو یہ شہداء کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

(مدارج النبوت)

آپ ﷺ مزارات شہداء پر کیا فرماتے

آنحضرت ﷺ شہداء احد کی زیارت کو جاتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی طریقہ جاری رکھا۔ (مدارج النبوت)

عبادہ بن ابی صالح فرماتے ہیں:

حضور ﷺ شہداء احد کی قبروں پر سالانہ تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے صبر کیا آخرت کی دار اچھی ہے۔ (خلاصہ)

واقدی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر سال زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے جب وادی احد کے قریب جاتے تو فرماتے اسلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان ؓ بھی ہر سال زیارت کرتے نیز حضرت فاطمۃ الزہرہ ؓ بھی زیارت کے لیے جاتیں اور ان کے لیے دعا کرتیں۔ حضرت سعد ؓ سلام کہہ کر اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے کہتے تم ان شہداء کو سلام کیوں نہیں کہتے جو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پھر واقدی نے حضرت ابوسعید، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ام سلمہ رضوان اللہ علیہم سے بھی ان کی زیارت کرنے کا ذکر کیا ہے۔

(ابن ہشام)

سیدہ فاطمۃ الزہرا ؓ مزار سیدنا امیر حمزہ ؓ پر

سیدہ فاطمہ ؓ سیدنا حمزہ ؓ کی قبر پر جمعہ کو آتیں وہاں آنسو بہاتیں اور نماز پڑھتیں۔ حضرت فاطمہ ؓ کا یہ معمول آپ ؓ کے وصال تک رہا (خلاصہ)

سیدنا امیر معاویہ ؓ مزار شریف پر

ا۔ سیدنا امیر معاویہ ؓ نے فرمایا کہ ایک روز میں صحرائے احد میں سے گزرا تو میں نے کہا۔

السلام علیکم یا عم رسول اللہ۔

اے رسول اللہ ﷺ کے چچا جان آپ رضی اللہ عنہ پر سلام ہو۔

تو میں نے آواز سنی علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۔ عطاف کہتے ہیں کہ ان کی خالہ نے بتایا وہ شہداء احد کی زیارت کو گئیں اور شہداء کو سلام کیا اور ان سے جواب سنا اور یہ بھی سنا اللہ کی قسم ہمیں تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔ (خلاصہ)

۳۔ عمر بن علی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی مجھے جمعہ کے روز احد کی زیارت کے لیے لے گئے وہاں پہنچے تو میرے والد گرامی نے بلند آواز سے کہا اسلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار تم پر سلام ہو تو جواب ملا وعلیکم السلام یا اباعبداللہ۔

اے ابوعبداللہ تم پر سلام ہو۔

میرے والد نے مجھے کہا وعلیک السلام تو نے کہا ہے میں نے عرض کی جی نہیں پھر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کیا پھر کہا السلام علیکم پھر جواب ملا وعلیکم السلام اس پر میرے والد گرامی فوراً سجدے میں گر گئے اور اس انعام پر سجدہ شکر ادا کیا۔ (خلاصہ الوفا)

قبریں کھلیں تو جسم تروتازہ تھے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہر کھدوا رہے تھے وہ نہر شہداء احد کے مزارات کے قریب سے گزری دوران کھدائی ایک کدال حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو جا لگا اس سے خون جاری ہو گیا۔ (مدارج النبوت)

مزید تفصیل درکار ہو تو مدارج النبوۃ اور سیرۃ ابن ہشام کا مطالعہ فرمائیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی مرمت فرمائی

حضرت ابی جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی مرمت اور درستگی بھی فرمایا کرتیں۔ (خلاصہ)

آپ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کی خاک

حرم کی مٹی لے جانے کی کراہت سے حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار کی مٹی کو مستثنیٰ سمجھا جائے۔

یاد رہے کہ یہ مٹی مبارک آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ کے ہالے سے اٹھائی جاتی ہے

جو تمام علماء مشائخ وغیرہم سر درد کے علاج لیے اٹھاتے تھے۔ (خلاصۃ الوفا)

آہ افسوس

آپ نے گزشتہ صفحات میں پڑھا کہ شہداء احد، مزار سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر خود خواجہ کائنات ﷺ، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، حضرت سعد، حضرت امیر معاویہ، حضرت ابو سعید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ام سلمہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مزارات شہداء احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد سے آج تک ہزار ہا تابعین، تبع تابعین، بزرگان دین، اولیاء، علماء، صلحاء، عامۃ المسلمین زیارت کرتے رہے اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لاتیں تو نوافل بھی ادا فرماتیں اور قبر شریف کی مرمت بھی فرماتیں۔ (خلاصۃ الوفا للسمہودی)

جگر پاش پاش

قارئین کرام سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر بھی ایک خوبصورت مقبرہ تعمیر تھا مگر وہاں کی نجدی حکومت نے جہاں جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ اور جنت البقیع مدینہ شریف میں ساٹھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امہات المومنین اہل بیت اطہار کے مزارات مسمار کر دیئے۔ وہاں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار شریف بھی مسمار کر دیا۔

جب عشاق ان مزارات مقدسہ کی یہ حالت دیکھتے ہیں تو جگر پر آرے چلتے ہیں۔

میں نے خود دیکھا کہ زائرین ان مزارات مقدسہ کی اس توہین پر اس قدر گریہ زاری کر رہے تھے۔ پتھر دل انسان بھی انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیتے۔

شورش کاشمیری کے تاثرات

شورش کاشمیری کے نام سے کون واقف نہیں۔ یہ جب ان مزارات مقدسہ پر حاضر ہوئے اور مزارات کی یہ حالت دیکھ کر خوب آنسو بہائے اور ایک کتاب شب جائے کہ من بودم میں اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ انہیں ذرہ برابر بھی احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں۔ رسول مقبول ﷺ کے لخت پارے ہیں ان کی نور نظر اور اس نور نظر کے چشم و چراغ ہیں۔ چچا ہیں چچا کے بیٹے ہیں۔ امت کی مائیں ہیں جنت کی شہزادیاں ہیں امام ہیں ذوالنورین ہیں۔ شہداء ہیں اولیاء ہیں، فقہاء ہیں علماء ہیں حکماء ہیں۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں لیکن

عرب ہیں کہ قبریں ڈھائے جارہے ہیں اور محل بنائے جارہے ہیں۔ (شب جائے کہ من بودم)

آنسو ہی آنسو

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار کی حالت دیکھ کر شورش کاشمیری لکھتے ہیں۔ میں نے قبر سے ٹکٹکی باندھ رکھی تھی میں کہہ رہا تھا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا تو اب بھی کربلا ہی میں ہے۔ تیرے باپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے تجھے اب تک ستایا ہے۔ تیری کہانی زخموں کی کہانی ہے تو نے کعبۃ اللہ میں باپ کے زخم دھوئے کربلا میں تیری اولاد نے زخم کھائے کوفہ میں تیرا شوہر امت کے زخم کھا کے واصل حق ہوگیا تیرے ابا کی امت تیری اولاد کو قبروں میں بھی ستارہی ہے۔

پورا عرب تیری اولاد کی قتل گاہ ہے۔ تیرے ابا نے کہا تھا۔ فاطمہ میری رحلت کے بعد جو مجھے سب سے پہلے ملے گا وہ تو ہوگی تو ان کے پاس چلی جائے گی۔ محمد ﷺ کا گھرانہ اب بھی کربلا میں پڑا ہے۔ جو لشکر سپاہ اور تاج وکلاہ کی تلواروں سے بچ رہے تھے۔ ان کی قبریں قتل کردی گئی ہیں۔ اپنی قبر کے قتل پر مجھے رونے دے تو اس قبر میں ہے اور میں تیرے سامنے زندہ رہوں۔ مجھے اپنی زندگی فعل عبث محسوس ہورہی ہے۔ تیرے مرقد کے ذرے تمام کائنات کے مروارید سے افضل ہیں۔ ان میں مہر و ماہ سے بڑھ کر درخشانی ہے لیکن زمانے نے آنکھیں پھیرلی ہیں اور اس کا شیشۂ دل حمیت غیرت سے خالی ہوگیا ہے۔ (صفحہ ۱۶۶، ۱۲۵)

صفحہ ۱۷۲ پر لکھتے ہیں:

کیا عشق کا نام عربوں کی لغت میں شرک ہے؟ یا ان کے ہاں سرے سے یہ لفظ ہی موجود نہیں۔ ان کے دل ابھی تک بنوامیہ میں ہیں، عربی سے واقف ہوتا تو کوہ صفا اور جبل احد پر کھڑے ہوکر پکارتا۔

اے محمد ﷺ کے ہم وطنو تم نے جنت البقیع میں ہل پھروا کے ہمارے دل کے شیشے توڑ دیے ہیں۔

شورش سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر

احد پہاڑ سے ڈھیروں نیچے حضرت حمزہ، عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبریں ہیں۔ لیکن آل سعود کی غیر شرعی یلغار نے ہموار کردی ہیں۔ یہیں ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ چاک کرکے ان کا کلیجہ چبایا اور مثلہ کیا تھا۔ انہی شہداء کے فراق

میں مدینہ اشکبار تھا، ہر گھر سے چیخیں نکل رہی تھیں، انہی چیخوں پر حضور ﷺ نے کہا تھا۔ آہ! ''حمزہ کا رونے والا کوئی نہیں''۔ ہندہ نے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا لیکن انہوں نے حمزہ کی قبر چبا ڈالی۔ (صفحہ ۱۷۵) یاد رہے شورش کاشمیری خود اہلحدیث مسلک رکھتے تھے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

آپ رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت امام حاکم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ فرشتے حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں۔ علامہ ابن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ سید کل ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد کی مدد فرمائی

سید جعفر بن حسن برزنجی نے اپنی کتاب جالیۃ الکبر باصحاب سید العجم والعرب ﷺ میں تحریر فرمایا (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استغاثہ ہے جو بدر واحد میں شریک جہاد تھے اور ان کی کرامات وعظمت کا تذکرہ ہے کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرن الحادی عشر میں جامع شریعت وحقیقت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبدالغنی البناء متوفی مدینہ طیبہ ماہ محرم 1116ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا، میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہوکر سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ میں حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہوچکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کردی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشائش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے آپ ابھی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ عم مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں۔ جتنا ہوسکے قرآن پڑھیں اور پھر اول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ رضی اللہ عنہ کے مزار اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا

ڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا۔ باب الرحمۃ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملئے۔ میں نے عرض کیا وہ کہاں ہیں؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آ گئے۔ پر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد مرحبا، میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں، میں نے عرض کیا آقا کس کے ساتھ چلوں؟ فرمانے لگے میں کسی آدمی کے ساتھ آپ کے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے چلے اور میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا او میرے چہیتے شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے چلنا اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا، کتنے پیسے لے گا اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہو گی۔ آپ نے فرمایا اتنے اور اتنے لے لینا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، میں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے، فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا۔ سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، میں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آ گیا۔ بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔

فرمانے لگے، سیدنا حمزہ ؓ بن عبدالمطلب کی روح پاک تھی۔ جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دوران سفر محبت و اکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا۔ جس کا اس جیسے لوگ سفر و حضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ ؓ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ یہاں حضرت حموی کی کتاب نتائج کی عبارت ختم ہوئی۔

حضرت حمزہ ؓ نے زائرین کی حفاظت فرمائی

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت شیخ محمد بن عبداللطیف تھتام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاب نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کردی سید الشہداء ؓ عم مصطفیٰ ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ ؓ کی قبر کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسعود میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پردے لٹکا دیئے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہ سوار دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا۔ میں سستی کی وجہ سے نہیں اٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا۔ اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سر چڑھ آئے گا۔ میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے سوار بولا تو نے پوچھنے کی جرأت کیوں کی تو میری پناہ میں اترا ہے اور خود بیدار ہو کے اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ ؓ بن عبدالمطلب ؓ ہوں۔ یہ کہہ کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم و عن الصحابۃ اجمعین۔

سیدنا حمزہ ؓ کو سلام

السلام علیک یا سیدنا حمزہ ؓ
السلام علیک یا عم رسول اللہ ﷺ
السلام علیک یا عم حبیب اللہ ﷺ

انتظامیہ کمیٹی و محبان

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

استاذ العلماء مولانا عبدالغفور گولڑوی صاحب	محترم حضور شرف ملت ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری
حضرت علامہ مفتی غلام حسین قادری	حضرت قاری محمد سیف اللہ قادری
جناب محمد جاوید سعید	حاجی عبدالوحید صاحب
انجینئر کمال الدین احمد صاحب	محترم علامہ محمد تنویر [illegible]
محترم محمد شمیم اکرام الدین (حاجی محمد سلیمان والے)	حافظ محمد طاہر سعید نورانی
حافظ محمد امیر حمزہ نورانی	محترم محمد یوسف انور قادری شاہد اللہ قادری
محترم عامر سعید صاحب	محترم محمد سعد پرویز
محترم حضور عارف نورانی	محمد اکرام و حافظ علی رضوان
محمد طاہر نورانی، نورانی بیک والے	حافظ عبدالقدوس نورانی
حافظ وقاص صلاح الدین	محمد اعجاز عرف چاند بھائی
محمد عرفان حسین عرف قاری محسن فاروق	حاجی محمد شہزاد احمد صاحب
حافظ ملک قاسم خاور نورانی، عمر فاروق بٹ	محترم چچا عاشق حسین
مولانا ابرار حسین اشرفی چک کھرل حافظ آباد	محترم عابد علی عابد، ساجد علی ساجد چک کھرل
محمد محمود بٹ، محترم فاروق عمر بٹ	حافظ سلمان خالد، محترم محمد شہزاد [illegible] والے
قاری محمد عدیل منیر نورانی	محمد سلیم جناب نورانی، ملک اعوان عبداللہ

السلام علیک یا عم المصطفی ﷺ
السلام علیک یا سید الشہداء ؓ
و یا اسد اللہ و اسد رسولہ ﷺ
السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

ترجمہ: سلام ہو آپ ؓ پر اے ہمارے سردار حمزہ ؓ
سلام ہو آپ ؓ پر اے اللہ کے رسول ﷺ کے چچا جان
سلام ہو آپ ؓ پر اے اللہ کے نبی ﷺ کے چچا جان
سلام ہو آپ ؓ پر اے اللہ کے حبیب ﷺ کے چچا جان
سلام ہو آپ ؓ پر اے اللہ کے مصطفی ﷺ کے چچا جان
سلام ہو آپ ؓ پر اے شہیدوں کے سردار اور اے اللہ کے شیر اور اس کے رسول ﷺ کے شیر سلام ہو آپ ؓ پر اس لیے کہ آپ ؓ نے صبر کیا تو کیا ہی عمدہ گھر جنت کا۔

جنت کا سردار کون؟

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے میں نے خود سنا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہم عبدالمطلب ؓ کی اولاد یعنی میں حمزہ علی جعفر حسن حسین اور مہدی جنت کے سردار ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ ؓ کے جنازے پر فرمایا۔ اے حمزہ ؓ اے مصیبتوں کو مٹانے والے اے اللہ کے رسول ﷺ کے چہرے کا دشمنوں سے دفاع کرنے والے۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ ابن شاذان)

جنت کے سردار

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ نَحْنُ
وُلْدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ سَادَۃُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ
اَنَا وَحَمْزَۃُ وَعَلِیٌّ وَّجَعْفَرُ وَالْحَسَنُ وَ
الْحُسَیْنُ وَالْمَھْدِیُّ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے
حضور علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم عبدالمطلب کی
اولاد جنت کے سردار ہیں یعنی میں صلی اللہ علیہ وسلم اور حمزہ، علی، جعفر
حسن، حسین اور مھدی

رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

جامع مسجد قباء باغوالی محلہ چومالہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور
Tel: 042-7638120 Mob: 0322-4774588